بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

نقشِ آغاز

۲۷ رمضان المبارک

* ملک وملت کی تقدیر بدلنے کے مبارک لمحات۔
* فکر و احتساب، توبہ و مغفرت کا نادر اور بہترین موقع۔
* اربابِ اقتدار اور سیاسی زعماء کے لئے ایک ڈھیل اور ایک مہلت
* نااہل قیادت کا شرمناک کردار اور ایک قومی المیہ
* دینی قیادت کے پختہ عزائم
* اور اسلامی انقلاب کا نازک ترین اور تاریخ ساز مرحلہ
* حقیقت پسندانہ تجزیہ اور بے لاگ تبصرہ

بعض روایات اور عمومی رجحان کے مطابق ۲۷ رمضان المبارک لیلۃ القدر کی رات ہے۔ ہزار مہینوں کی ایک رات، خیر و برکت توبہ و مغفرت، قوموں کے انفرادی اور اجتماعی جرائم کی بخشش اور نیکی کے عزائم کی پختگی کے مبارک ترین لمحات، ربِّ قدیر و غفور کی غیبی نصرتوں اور بے پناہ رحمتوں اور مغفرتوں کے سمیٹنے اور قوم و ملت کی تقدیر بنانے کے قطعی اور موافق حالات، اس مبارک رات میں جس طرح میسر آتے ہیں سالہا سال کی طویل ترین مدت میں بھی وہ مہیا نہیں ہو سکتے۔

اسی مبارک تاریخ کو دنیا کے نقشے پر کرۂ ارض کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے نقوش ابھرے تھے۔ اور برصغیر کے مسلمانوں کو دو صدیوں کے اضطراب کے بعد ہمالیہ کے دامن میں پھیلا ہوا ایک ایسا مقدس خطۂ زمین میسر آیا تھا جسے وہ اپنی امیدوں اور آرزوؤں کا مرکز بنا کر پوری فکری اور عملی آزادی کے ساتھ اپنی زندگی کو خالص اسلامی خطوط پر استوار کر سکیں۔ اور اسلام کے نام پر حاصل کئے ہوئے اس ملک کو نظامِ اسلام کا مستحکم حصار بنا کر اسلامی روایات و اقدار کی حفاظت کر سکیں۔

مگر آہ! جس دینی جذبہ، جس ایمانی ولولہ، جن مقدس عزائم اور خالص اسلامی غیرت و حمیت کے ساتھ ہم نے پاکستان حاصل کیا تھا وہ نااہل قیادت اور خود غرض حکمرانوں اور مفاد پرست قومی لیڈروں کے مفادات کی بھینٹ چڑھ گیا، اجتماعی شعور رفتہ ہوا، خود غرضی اقتدار کی رسہ کشی، قومی بے حسی، مغربی تہذیب، عریانی و فحاشی، جھوٹ، سود خوری دھوکہ بازی، رشوت ستانی، کام چوری، نفس پرستی اور قول و عمل کا تضاد گویا مقصودِ زندگی بنا دیا گیا۔ نتیجۃً ایک طرف آدھا پاکستان گنوا دیا تو دوسری طرف ہمارے دامن میں دین و اخلاق کی جو رہی سہی پونجی تھی اسے بھی لٹا دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ گویا آزادی کا مطلب یہ لیا گیا کہ قوم کو اسلام اور عقلِ سلیم کی ہر پابندی سے آزاد کر دیا جائے۔

قول وعمل کا یہ تضاد دو قوموں کا نہیں بلکہ ایک ہی قوم اور ایک ہی نسل کا عملی تضاد ہے۔ قومی لیڈر اور ملکی حکمران اول روز سے اسلام کے اصلی کام کے بجائے محض نام پر قوم کو دھوکا دیتے چلے آئے ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ کسی بھی حکمران قیادت نے قوم کو مکمل اعتماد اور پورے خلوص و دیانت کے ساتھ صحیح رخ پر لانے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ اس پہلو پر کبھی سوچنا تو کجا، کچھ سننا بھی گوارہ نہ کیا۔

● اب جبکہ مملکت کی عمر عزیز چالیس سال سے متجاوز ہو چکی ہے متحدہ شریعت محاذ کی خالص اسلامی و دینی اور نظریاتی اساس کی محافظ قیادت نے ۲۷ رمضان المبارک کی دینی و روحانی اور تاریخی مناسبت کے پیش نظر حکومت کو شریعت بل کی فوری منظوری و نفاذ کا الٹی میٹم دے دیا ہے اگر ارباب اقتدار نے اب بھی اپنے معاندانہ رویوں کا وطیرہ نہ چھوڑا تو ۲۷ رمضان المبارک کے بعد فرزندان توحید اور جان نثاران اسلام شریعت محاذ کی قیادت میں راست اقدام اور موثر اور انقلابی لائحہ عمل اختیار کرنے کی منصوبہ بندی کریں گے۔

حکمرانو! سنو!! اب بھی وقت ہے کہ خدا کی دی ہوئی ڈھیل سے فائدہ اٹھالو۔ تم اگر چاہتے ہو کہ اس ملک کی تعمیر و ترقی اور مخلصانہ خدمت کی زمام تمہارے ہاتھ میں رہے۔ صحیح معنوں میں اس ملک کی پریشانیاں ختم ہوں۔ تو خرابیوں کے سرچشمہ کو بند کرنا اور اصل مرض کی بیخ کنی کا انتظام کرنا ہوگا۔ پورے خلوص، ایمان اور جرأت مومنانہ کے ساتھ ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی اساس کی حفاظت کے پیش نظر سینٹ میں علماء کے پیش کردہ نفاذ شریعت بل کو بغیر کسی لیت و لعل کے منظور و نافذ کر کے خالق و مخلوق کے ہاں سرخروئی اور دنیا و آخرت کی سعادت مندیوں کا اعزاز حاصل کیا جا سکتا ہے۔

● مگر اس سب کچھ کے ذمہ دار تنہا حکمران ہی نہیں بلکہ حکمران ساز عوام بھی ہیں۔ سیاسی و مذہبی جماعتیں، ملک کا حساس و باشعور طبقہ اور ہر شہری اس سلسلہ میں عنداللہ مسئولیت و جوابدہی کا ذمہ دار ہے۔

عام مسلمان بالخصوص علماء و مشائخ عظام اور اسلامی دعوت و انقلاب کا کام کرنے والی مذہبی و سیاسی جماعتوں کے سیاسی عمل کا اصل ہدف خالص اسلام ہی ہونا چاہیے۔ ان کا سیاسی نظریہ اور سیاسی کردار ایسی پارٹیوں سے منفرد و ممتاز ہونا چاہیئے۔ جو سیاست برائے سیاست کے اصول پر میدان میں اترتی اور اپنے گروہی و جماعتی مفادات کی خاطر ملکی و ملی اور قومی مفادات کو تاراج کر دیتی ہیں۔

ایوان بالا میں علماء کے پیش کردہ شریعت بل، پھر ۲۷ رمضان المبارک سے شریعت محاذ کا حکومت کو اس کی فوری منظوری و نفاذ کا الٹی میٹم بصورت دیگر راست اقدام کی منصوبہ بندی اور ٹھوس لائحہ عمل کے پیش نظر توقع تھی کہ تاریخ کے اس نازک ترین دور میں جب ملک موت و حیات کی کشمکش سے گذر رہا ہے اور اس میں اسلام کے وجود و بقا کے لالے پڑے ہوئے ہیں ہماری مذہبی سیاسی جماعتیں بھی عامۃ المسلمین کی طرح ذاتی مفادات، گروہی تعصبات، عہدہ و

منصب کی لالچ انا اور شیطان اور جاہ و تکبر کی دسیسہ کاریوں کے چنگل میں آئے بغیر، بلند تر اور عظیم تر مقاصد یعنی نفاذِ شریعت کے لئے کام کریں گی۔ اس مشترک اور عظیم مقصد کے حصول میں ان اختلافات کو سدِ راہ نہیں بنائیں گی۔ جن کی حیثیت بہرحال ثانوی ہے۔

۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ کی کامیابی اور عظیم تاریخی انقلابی کارنامہ کے پس منظر میں یہی جذبہ کارفرما تھا مگر افسوس کہ جیسے اقتدار کا چہرہ بدلا سیاسی زعماء اور خود نظام مصطفےٰ کا نام لینے والی بعض مذہبی جماعتوں اور علماء نے بھی منزلِ مقصود کے حاصل ہونے سے پہلے پہلے اپنی اپنی راہ اختیار کر لی اور ببانگ دہل یہ کہہ کر ؎

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا
کئے جاؤ مے خوارو کام اپنا اپنا

قومی وحدت، باہمی اتحاد، ملی یکجہتی و اعتماد اور عامۃ المسلمین کی توقعات کو بے دردی سے کچل دیا جس سے فوجی اقتدار کو زبردست تقویت حاصل ہوئی۔ اور تحریک کا ثمرہ تنہا صدر ضیاء الحق کی گود میں ڈال دیا گیا ؏

منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

اسلامی انقلاب کے لئے جہاد اور باہمی اتحاد کے فلک شگاف نعرے ابھی فضا میں گونج رہے تھے وعدوں اور معاہدوں کی سیاہی ابھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ ان کی دھجیاں بکھیر دی گئیں۔ نظام مصطفےٰ کی راہ سب بھول گئے اور پھر سے پوری فضا طعن و تشنیع اور سب و دشنام کے غلیظ دھوئیں سے بھر گئی۔

ابھی یہ زخم مندمل نہیں ہوئے تھے کہ آزمودہ سیاسی شاطروں نے پھر سے نیا پینترا بدلا اور تحریک بحالی جمہوریت کے نام سے قوم کو سڑکوں پر نکال کر محض انقلاب اور بے مقصد انقلاب کے لئے لاٹھیوں اور گولیوں اور ظلم و تشدد کا نشانہ بنانے کی مہم تیز تر کر دی مگر قوم نے یہ کہہ کر کہ ؏

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

دوسری بار ڈسے جانے سے خود کو بچا لیا اور ایسوں کے ناپاک عزائم کو ناکام بنا دیا۔

● قوم حکمرانوں کے وطیروں اور سیاست دانوں کی چالوں کو پرکھ چکی تھی اسے حکومت کی منافقت ظاہر ہو چکی تھی اور ارباب اقتدار پر اب نہیں کوئی اعتبار نہیں رہا تھا۔ وہ مغربی لادین سیاست اور اس کے علمبرداروں کو ٹھکرا چکی تھی۔ وہ تحریک پاکستان کے شہداء ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے پروانوں اور ۱۹۷۷ء کی نظام مصطفےٰ کے ہزاروں جاں نثار نوجوانوں کے لہو و آبرو کا احترام اور نقد صلہ و انعام چاہتی تھی۔ قوم نفاذ اسلام کے لئے مؤثر تحریک اور انقلابی نظام کے لئے انقلابی کردار چاہتی تھی۔

اسلامیانِ پاکستان کی دلچسپیوں کا ہدف نہ مارشل لاء کا ہٹانا تھا نہ جمہوریت کی بحالی اور نہ اقتدار کی منتقلی

یا تبدیلی، ان کی نگاہیں نظام اسلام کے مخلص اور انقلابی داعیوں کے بے غرض کردار کے تجسس میں تھیں کہ ایسے میں بقیۃ السلف، استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کی دعوت و تحریک پر ملک کے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے ۲۲ دینی و سیاسی تنظیموں اور جماعتوں کے باہمی اتحاد، اور اس کے نتیجے میں متحدہ شریعت محاذ کی صورت میں ایک مؤثر عظیم اور خالص دینی قیادت ابھری۔ اور داعی کو پہلے ہی مرحلہ میں صدر منتخب کر لیا گیا۔ شریعت محاذ نے قلیل ترین عرصہ میں تحریک نفاذ شریعت کو پورے ملک میں اور عالمی سطح پر متعارف کرایا۔ چنانچہ اسلامی فکر اور دینی درد رکھنے والے ملکی باشندوں اور بیرون ملک باخبر حضرات کے لئے شریعت بل گویا ان کے دلوں کی دھڑکن بن چکا ہے۔ پاکستان کے سیاسی ماحول میں اختلافات کے کوئی حدود قائم نہیں۔ شخصی اختلاف یا سیاسی انتقام میں دینی اقدار کی توہین کر ڈالنا ایک فیشن بن چکا ہے وزیر اعظم جونیجو یا انہی کی بات کہنے والے سیاسی لیڈر بڑے دھڑلے سے فکر آخرت اور خدا کے خوف سے بے نیاز ہو کر یہ کہہ دیتے ہیں کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ "وہ شریعت بل کے مخالف ہیں" اس قسم کے بے بنیاد اور سراسر لغو خیالات کا اظہار کر کے شریعت بل کی منظوری میں رکاوٹ اور نفاذ شریعت کے عمل میں تعطل کے بدترین المیے سے قوم و ملت کو دوچار کر دینے کو سیاسی فتح اور شجاعت و بہادری کا معیار قرار دیا جا رہا ہے۔ نفاذ شریعت کے مخلص داعیوں پر کیچڑ اچھالنے کا مشغلہ سستا اور دوسروں کو بدنام کرنے کا عمل آسان اور ارزاں ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اخباری بیان بازی کی نہ ختم ہونے والی جنگ بسوس یہاں کی صحافت کا محور ہے۔ ایسے ماحول میں نفاذ شریعت کے لئے اس قدر وسیع تر اور باوفا اتحاد قائم ہونا اور پھر قلیل ترین مدت میں منزل کے قریب ہو جانا، اسے نظام شریعت کا معجزہ قرار دئے بغیر کوئی دوسری توجیہہ ممکن نہیں۔

— الحمد للہ کہ ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ خالص تحریک نفاذ شریعت کے لئے دینی اور اسلامی قوتوں کا فکری اور عملی طور پر ایک مضبوط اتحاد قائم ہو چکا ہے جس کی نظیر ماضی قریب میں ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملتی۔ علماء اور دینی قوتیں اپنے علم و حکمت اور مقام و منصب کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے کسی شاطر سیاست کے مفادات کی بھینٹ چڑھے بغیر ایک مؤثر وحدت اور ناقابل شکست قوت بن چکے ہیں۔ علماء کو پاکستان کی چالیس سالہ سیاسی زندگی کا یہ تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ کہ سیاست دانوں نے انہیں ہمیشہ اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنانے کی کوشش کی ہے۔ انہیں علماء ہی کے علم اور جہاد و عمل کے سہارے اقتدار کے ایوان تک پہنچنے کا سہارا ملا۔ مگر جب مقصد حاصل ہوا تو علم و عمل کی ان مقدس مگر مظلوم سیڑھیوں کے پرخچے اڑا دئے۔ علماء کے سہارے اپنی سیاست و سیادت اور حکومت و قیادت کے ایوان تعمیر کئے۔ مگر جب اقتدار کے وارث ہوئے تو اپنے کندھا دینے والے علماء اور دینی قوتوں کو اسلام کا نام لینے کے جرم میں پابند قید و سلاسل کر دیا۔

الحمد للہ کہ اب کی مرتبہ ملکی سیاست کے نباض اور حساس طبقہ علماء اور ۲۳ مذہبی جماعتوں کے دینی در

سے سرشار علمار نے باہمی اعتماد اور ایک مضبوط اتحاد قائم کر کے خالص نفاذِ شریعت کی تحریک چلانے کا صحیح فیصلہ کر کے اپنی دینی بصیرت کا ثبوت دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ ان کی سیاست خالص اللہ کی رضا مندی اور غلبۂ دین کے لئے مفید ثابت ہو رہی ہے ان کی جنگ خدا کے لئے ہے۔ اور خدا کی نصرت ان کے ساتھ ہے۔ وہ کسی طالع آزما، خود غرض سیاست دان یا دائیں اور بائیں بازو کے کسی ایجنٹ کے آلہ کار نہیں بن رہے۔ ان کی عملی سیاست کا فائدہ کسی عہدیدار ابن الوقت پارٹی یا اس کے لیڈر کو نہیں پہنچ رہا۔ ان کی قیادت میں کام کرنے والے ورکر خودکشی نہیں کر رہے حرام موت کی راہ نہیں بلکہ شہادت اور اخروی سعادت کی راہ چل رہے ہیں۔ موجودہ دور میں سیاست اور دین کی پیوندکاری جس قدر مشکل اور دل گردے کا کام ہے اسی قدر الحمدللہ اہل حق کا یہ قافلہ کامیابی حاصل کر رہا ہے۔

علمار کے لئے سیاست میں اس قدر محو ہو جانا کہ دینی مزاج اور اسلامی روح نگاہوں سے اوجھل ہو جائے حرام ہے علمار منصب نبوت کے وارث ہیں وہ اس دورِ انحطاط کے مضطر، مغرب زدہ، اور پرفریب سیاست دانوں کے نقال اور جانشین نہیں۔ شریعت محاذ کی علمی و روحانی اور فعال قیادت کو اب کے نازک ترین حالات میں عمر فاروق رض اور صدیق اکبر رض کے وارث ہونے کا انقلابی کردار ادا کرنا ہے۔ صبر و تحمل، حکمت و تدبیر، دانشمندی و بیداری، خلوص و للہیت، استقامت و شجاعت، حق گوئی اور جذبۂ جہاد سے سرشار کارکنوں اور مخلص ورکروں کی دلجوئی۔ بروقت راہنمائی اور ان کا مکمل اعتماد حاصل کر کے آگے بڑھنا ہے۔ مذاکرات کی میز ہو، پارلیمنٹ کا ایوان ہو، جلسہ گاہ کا میدان ہو، جلوس کی گذرگاہ ہو یا مقتل کا سامان ہو۔ قوم نے محاذ کی عظیم علمی و اسلامی اور روحانی و انقلابی قیادت پر اعتماد کیا ہے۔ اور ان کے انقلابی فیصلوں کی منتظر ہے۔ قوم نفاذِ شریعت کے لئے اپنے خون سے تاریخ عالم میں ایک نئے باب کا اضافہ اور لہو سے رنگین داستان ثبت کر کے خود کو جاوداں کر دینے کے عزائم رکھتی ہے ؎

امام احمد بن حنبل کے ہم ہیں ماننے والے
شجاعت کی یہاں قائم روایت ہم نے کرنی ہے

فرزندانِ توحید اور اسلام کے جیالے سپوت سمجھتے ہیں کہ آزمائش و امتحان کے ایسے نازک ترین لمحات اور ایسا تاریخ ساز اور فیصلہ کن مرحلہ شاید پھر نصیب نہ ہو۔ جہادِ پیہم اور جہدِ مسلسل کی گھڑی قریب آ پہنچی ہے۔ اب ہمارا نعرہ ہمارا شعار، ہماری لگن اور ہمارا فیصلہ ایک ہی ہے کہ شریعت بل منظور کر وا کر نافذ کرائیں گے اور عظیم فتح حاصل کریں گے۔ حق کی سربلندی اور باطل کی سرکوبی کے مراحل سے مردانہ وار گذریں گے ورنہ شہادت، دنیا و آخرت کی سعادت اور ایک حیاتِ جاوداں سے جس پر کروڑوں سال کی زندگیاں قربان ہوں بارگاہ ربوبیت سے نوازے جائیں گے۔

● تحریک نفاذِ شریعت کے اس نازک ترین اور تاریخ ساز موڑ پر دہریے، سوشلسٹ، کمیونسٹ، لادین عناصر اور وزیر اعظم جونیجو سمیت بعض نادان سیاست دان شریعت بل کے بارے میں امریکہ کی زبان بول رہے ہیں

اسلام کا نام لے کر، اسلام کے کام اور نظام سے بغاوت کی جا رہی ہے اور اسے پارلیمنٹ ہی سے نہیں ملک سے باہر کر دینے میں بھی کوئی باک محسوس نہیں کی جا رہی۔ ملک و قوم اور دین و ملت کے ایسے مجرموں (اور بزعم ان کے رہنماؤں) سے ہماری ہمدردانہ گذارش یہ ہے کہ :-

محترما! ملک کے عوام ہوشیار اور بار بار کے سیاسی تجربوں سے بیدار ہو چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ڈور کا سرا کس کے ہاتھ میں ہے۔ تمہارے تحریک نفاذ شریعت سے مخالفانہ رویے پر عوام کے ذہن میں اس کی وجہ سوائے اس کے مشکل ہی سے آتی ہے کہ یہ سب کچھ ذاتی مفادات کے تحت ہو رہا ہے۔

جناب! یہ روش اور یہ وطیرہ اور نفاذ شریعت سے اغماض و اعراض اور مخالفت و عداوت کا یہ مجرمانہ رویہ تمہارے حق میں ہرگز مفید نہیں۔ اس سے تم اپنے مستقبل کو تاریک بنا رہے ہو۔ اور اپنے کیمپ سے لوگوں کو بد دل کر رہے ہو۔

خدارا، کچھ تو سوچئے! آخر وزیر اعظم جونیجو کو لندن میں بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے شریعت بل کی مخالفت کا اعلان کیوں کرنا پڑا؟ اور ملک میں حکومت کے مخالف سیاست دان بھی جونیجو صاحب کی زبان میں بات کیوں کر رہے ہیں؟ اور اگر ہم یہ نہ بھی کہیں کہ "تم دین کے خلاف سازش کر رہے ہو"، تب بھی عوام سمجھتے ہیں کہ یہ کن لوگوں کے لئے راستہ صاف کیا جا رہا ہے ؎

ہو اگر قوت فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللّٰہی

بدقسمتی سے ہمارا قومی المیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں سیاسی مسابقت کے عمل میں سیاسی پالیسیاں اپنے اصل مرکز سے ہٹی ہوئی ہیں شریعت بل کے سلسلہ میں حکمرانوں، سیاستدانوں اور بعض نادان دوستوں کے اخباری بیانات پڑھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے کہ ہمارے معاشرہ میں عام افراد سے قطع نظر قومی سطح کے رہنماؤں تک نے بھی سیاسی جد و جہد کے دوران اپنی صحیح حیثیت کو مستحضر نہیں رکھا۔ حالاں کہ مسلمانوں کو کسی بھی مرحلے میں یہ چیز نہیں بھولنی چاہئے کہ ان کا مقصد زندگی، دین پہلے ہے اور سیاست بعد میں ـــ آج کے سیاست کاروں کا اصل محور فکر و عمل، اقتدار کی تبدیلی، حکومت کا حصول، جاہ و منصب وزارت اور اقتدار تک رسائی ہوتا ہے۔ مگر یہ راستہ ان لوگوں کو قطعاً راس نہیں آتا جن کی روٹی تک دین کے نام پر بنتی ہے۔ میدان سیاست، قدم قدم پر نفس و شیطان کی دسیسہ کاریوں کی وجہ سے ایک دشوار گذار خارزار بن چکا ہے۔ سیاست بازی کی غلط چاٹ نے ہلاکت خیزی اور قوم کے سیاسی شعور کا استحصال کر دینے والی ذہنی تاویلات اور مداہنت و مصالح کا غیر متناہی دفتر کھول دیا ہے اور اسلامی سیاست کاری کے اصل مقاصد اور مصالح، ان فرسودہ تاویلات کے انبار میں گم ہو گئے ہیں۔

مذہبی نقطۂ نظر سے جب مسلمان ایسی فرسودہ تاویلات کا سہارا لے کر بنیادی عقائد یا نظامِ شریعت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں تو ملت کی ابدی وحدت کی خاطر اسلام اپنے دائرے میں ایسے کسی بھی باغی فرد یا جماعت کو روا نہیں رکھتا۔

ایسے حالات میں سلامتی و حفاظت اور نجات و ہدایت کا اگر کوئی راستہ ہے تو وہ صرف اور صرف انابت الی اللہ، دل کا سوز و گداز، ہدایت کی طلب اور استقامت علی الدین ہے۔ فکر و عمل کا محاسبہ، سیاسی پالیسی کا احتساب، قرآن و سنت کی تعلیمات سے مطابقت اکابر اور اسلافِ امت کے عمل کا توارث اور ہر ہر قدم پر بارگاہِ صمدیت میں گڑگڑاہٹ اور استخارہ ہے۔ جس کے لئے رمضان المبارک کی ستائیسویں رات نہایت موزوں ہے۔ کہ اس شب میں ترقی و تقرب الی اللہ کی رفتار عام اوقات کی نسبت ہزار چند بڑھ جاتی ہے ع

طے شود منزل صد سالہ بہ آہے گاہے

اگر طلب صادق ہوگی تو قلوب سے ضد، عناد، ہٹ دھرمی اور انانیت کھل دی جائے گی۔ گروہی تعصب اور جتھے بندیوں کی لعنت سے چھٹکارا حاصل ہوگا۔ مغربی سیاست کے لعنتی طوق و سلاسل سے نجات مل جائے گی اور یہ حقیقت بے غبار ہو کر سامنے آجائے گی کہ ایک مسلمان کو سیاست کے میدان میں کیوں داخل ہونا چاہیئے؟

عبدالقیوم حقانی

وضو قائم رکھنے کے لئے جوتے پہننا بہت ضروری ہے ہر مسلمان کی کوشش ہونی چاہیئے کہ اس کا وضو قائم رہے۔
سروس انڈسٹریز
پائیدار۔ دلکش۔ موزوں اور واجبی نرخ پر جوتے بناتی ہے
Servis
سروس شوز
قدم قدم حسین قدم قدم آرام